کے اعتبار سے اولاً فارسی کے شاعر تھے اور پھر اردو کے اس لیے یہ کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ شروع سے ہی فارسی میں شعر نہ کہتے ہوں۔ لیکن ہاں! طبیعت لاأبالی تھی۔ اس کے محفوظ رکھنے کا اہتمام نہیں کیا۔ بہر حال ان مباحث کے علاوہ دیوان و کلیات غالب کے جو نسخے مالک رام صاحب کے پاس ہیں۔ ان سے انھوں نے اس انتخاب کا مقابلہ بھی کیا ہے اور جہاں جو فرق ہے اس کو واضح کیا ہے۔ آخر میں پچاس صفحے کے حواشی اسی کے لیے وقف ہیں۔ غرض کہ کتاب علمی اور تحقیقی اعتبار سے بلند اور مطالعہ کے لائق ہے۔

ہم عصروں پر غالب کا اثر از جناب ظفر ادیب صاحب تقطیع خورد۔ ضخامت ۲۰۵ صفحات کتابت و طباعت متوسط درجہ کی قیمت مجلد ۱۰/- پتہ: بقیہ اردو' اردو بازار دہلی۔

یہ کتاب عنوان کے مطابق کوئی مرتب اور منضبط کتاب نہیں ہے، بلکہ لائق مصنف نے غالبیات پر جو مطالعہ کیا اور اس سے غالب کی زندگی اور فن سے متعلق جو تاثرات پیدا ہوتے رہے ان سب کو یکجا کر دیا ہے اور اس سلسلہ میں جو چیزیں اپنی قائم کردہ رائے کے خلاف معلوم ہوئیں ان پر تنقید کرتے چلے گئے ہیں۔ اسی بنا پر یہ کتاب غالب پر لکھنے والوں کے تنقیدی جائزے کی کتاب بن گئی ہے۔ لیکن مصنف نے جو کچھ لکھا ہے اشارتی انداز میں لکھا ہے اور کسی ایک موضوع پر کھل کر بحث نہیں کی۔ اس میں شبہ نہیں کہ موصوف نے غالبیات کا مطالعہ بڑی وسعت اور دقّتِ نظر سے کیا ہے اور غالب کے فن کے بعض ایسے پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جن پر یا تو جہ بالکل نہیں کی گئی یا توجہ کی گئی ہے مگر کم۔ مثلاً آخر نصف میں یہ بحث کہ غالب کے معاصر ان کے فن سے کس حد تک متاثر ہوئے لیکن مصنف کی سب رایوں سے اتفاق مشکل ہے۔ مثلاً غالب کی فارسی شاعری کی نسبت جو خیالات ظاہر کیے گئے ہیں اور جس لب و لہجہ میں ان سے کوئی صاحب نظر جس نے غالب کی فارسی شاعری کا مطالعہ دقّتِ نظر سے کیا ہے، متفق نہیں ہو سکتا۔ سمجھ میں نہیں آتا اردو کے نقاد